قُلۡ اِنَّ الۡفَضۡلَ بِیَدِ اللّٰہِ ۚ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ ؕ وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیۡمٌ (آل عمران: 74)

روزنامہ

الفضل لندن

مدیر: ابو سعید

Online Edition

ہفتہ 04 جولائی 2020ء | 12 ذوالقعدہ 1441 ہجری قمری | جلد:2 | شمارہ:160

فرمانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم

عَنۡ عُقۡبَةَ بۡنِ عَامِرٍ، عَنۡ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيۡهِ وَسَلَّمَ قَالَ:

”مَنۡ رَأَى عَوۡرَةً فَسَتَرَهَا، كَانَ كَمَنِ اسۡتَحۡيَا مَوۡءُودَةً مِنۡ قَبۡرِهَا۔

حضرت عقبہ بن عامرؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

جس نے کسی کی کمزوری دیکھی اور اس کی پردہ پوشی کی اس نے گویا کسی زندہ درگور لڑکی کو قبر سے نکالا اور اسے نئی زندگی بخشی۔

(السنن الکبری للنسائی کتاب الرجم باب الترغیب فی ستر العورۃ)

حضرت سلطان القلمؑ کے رشحات قلم

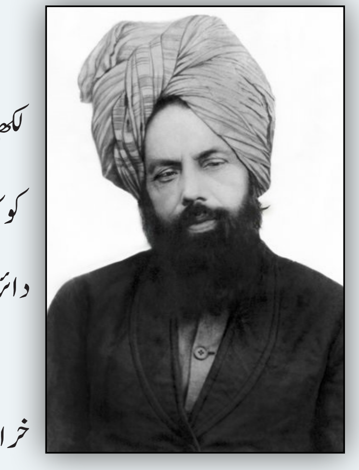

”ایک چھوٹی سی کتاب میں لکھا دیکھا ہے کہ ایک بادشاہ قرآن لکھا کرتا تھا۔ ایک مُلّاں نے کہا کہ یہ آیت غلط لکھی ہے۔ بادشاہ نے اُس وقت اس آیت پر دائرہ کھینچ دیا کہ اس کو کاٹ دیا جائے گا۔ جب وہ چلا گیا تو اس دائرہ کو کاٹ دیا۔ جب بادشاہ سے پوچھا کہ ایسا کیوں کیا تو اس نے کہا کہ دراصل وہ غلطی پر تھا مگر مَیں نے اس وقت دائرہ کھینچ دیا کہ اس کی دلجوئی ہو جاوے۔

یہ بڑی رعونت کی جڑ اور بیماری ہے کہ دوسرے کی خطا پکڑ کر اشتہار دے دیا جاوے۔ ایسے امور سے نفس خراب ہو جاتا ہے اس سے پرہیز کرنا چاہئے۔ غرض یہ سب امور تقویٰ میں داخل ہیں اور اندرونی بیرونی امور میں تقویٰ سے کام لینے والا فرشتوں میں داخل کیا جاتا ہے کیونکہ اس میں کوئی سرکشی باقی نہیں رہ جاتی۔ تقویٰ حاصل کرو کیونکہ تقویٰ کے بعد ہی خدا تعالیٰ کی برکتیں آتی ہیں۔ متقی دنیا کی بلاؤں سے بچایا جاتا ہے۔ خدا ان کا پردہ پوش ہو جاتا ہے۔ جب تک یہ طریق اختیار نہ کیا جاوے کچھ فائدہ نہیں۔ ایسے لوگ میری بیعت سے کوئی فائدہ نہیں اٹھا سکتے۔ فائدہ ہو بھی تو کس طرح جبکہ ایک ظلم تو اندر ہی رہا۔ اگر وہی جوش، رعونت، تکبر، عُجب، ریاکاری، سریع الغضب ہونا باقی ہے جو دوسروں میں بھی ہے تو پھر فرق ہی کیا ہے؟ سعید اگر ایک ہی ہو اور وہ سارے گاؤں میں ایک ہی ہو تو لوگ کرامت کی طرح اس سے متأثر ہوں گے۔ نیک انسان جو اللہ تعالیٰ سے ڈر کر نیکی اختیار کرتا ہے اس میں ایک ربّانی رعب ہوتا ہے اور دلوں میں پڑ جاتا ہے کہ یہ باخدا ہے۔ یہ بالکل سچی بات ہے کہ جو خدا تعالیٰ کی طرف سے آتا ہے خدا تعالیٰ اپنی عظمت سے اس کو حصہ دیتا ہے اور یہی طریق نیک بختی کا ہے۔

پس یاد رکھو کہ چھوٹی چھوٹی باتوں میں بھائیوں کو دکھ دینا ٹھیک نہیں ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جمیع اخلاق کے مُتَمِّمْ ہیں۔ اور اس وقت خدا تعالیٰ نے آخری نمونہ آپؐ کے اخلاق کا قائم کیا ہے۔ اس وقت بھی اگر وہی درندگی رہی تو پھر سخت افسوس اور کم نصیبی ہے۔ پس دوسروں پر عیب نہ لگاؤ کیونکہ بعض اوقات انسان دوسروں پر عیب لگا کر خود اس میں گرفتار ہو جاتا ہے اگر وہ عیب اس میں نہیں۔ لیکن اگر وہ عیب سچ مچ اس میں ہے تو اس کا معاملہ پھر خدا تعالیٰ سے ہے۔ بہت سے آدمیوں کی عادت ہوتی ہے کہ اپنے بھائیوں پر معاً ناپاک الزام لگا دیتے ہیں۔ ان باتوں سے پرہیز کرو۔ بنی نوع انسان کو فائدہ پہنچاؤ اور اپنے بھائیوں سے ہمدردی، ہمسایوں سے نیک سلوک کرو اور اپنے بھائیوں سے نیک معاشرت کرو اور سب سے پہلے شرک سے بچو کہ یہ تقویٰ کی ابتدائی اینٹ ہے۔“

(ملفوظات جلد سوم صفحہ 571 تا 573 جدید ایڈیشن مطبوعہ ربوہ)

ارشادِ باری تعالیٰ

اِنَّ الَّذِیۡنَ یُحِبُّوۡنَ اَنۡ تَشِیۡعَ الۡفَاحِشَۃُ فِی الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا لَہُمۡ عَذَابٌ اَلِیۡمٌ ۙ فِی الدُّنۡیَا وَ الۡاٰخِرَۃِ ؕ وَ اللّٰہُ یَعۡلَمُ وَ اَنۡتُمۡ لَا تَعۡلَمُوۡنَ

(النور: 20)

ترجمہ:۔ یقیناً وہ لوگ جو پسند کرتے ہیں کہ ان لوگوں میں جو ایمان لائے بے حیائی پھیل جائے اُن کے لئے دردناک عذاب ہوگا دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی۔ اور اللہ جانتا ہے جبکہ تم نہیں جانتے۔

فرمانِ خلیفہ وقت

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

”حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک جگہ فرمایا ہے کہ دوسرے مذاہب اللہ تعالیٰ کی پردہ پوشی کا یہ تصور پیش ہی نہیں کر سکتے۔ اگر پردہ پوشی کا یہ تصور ہوتا تو مثلاً عیسائیوں میں کفارے کا مسئلہ نہ ہوتا۔ اور اسی طرح آریوں میں جونوں کا تصور نہ ہوتا کہ سزا جزا کے لئے اس دنیا میں اَور اَور شکلوں میں آنا ضروری ہے۔ (ملفوظات جلد اول صفحہ 126-127 جدید ایڈیشن مطبوعہ ربوہ)

پس اسلام ہی اللہ تعالیٰ کی ستاری کا یہ تصور پیش کرتا ہے جس کا اظہار اس دنیا میں بھی ہوتا ہے اور اگلے جہان میں بھی۔ لیکن اس سے یہ مطلب ہرگز نہیں لے لینا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ نے چونکہ پردہ پوشی کو پسند فرمایا ہے اور بندے کو یہ کہہ کر بخش دیا کہ تمہاری میں نے اس دنیا میں بھی پردہ پوشی فرمائی تھی یہاں بھی پردہ پوشی کرتے ہوئے بخش دیتا ہوں تو اس بات سے ہم بے لگام ہو جائیں کہ بُرے اور بھلے کی تمیز نہ رہے کیونکہ بخشے تو جانا ہی ہے، کیا فرق پڑتا ہے۔ برائیاں بھی کر لیں اور گناہ بھی کر لیں۔ جو چاہے کرتے پھریں۔ ایک حدیث میں آتا ہے کہ مومنوں پر اللہ تعالیٰ کے پردے اس قدر ہیں کہ وہ شمار سے باہر ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کو، مومن کو اس کی پردہ پوشی فرمانے کے لئے پردوں میں لپیٹا ہوا ہے۔ ایک مومن جب کوئی گناہ کرتا ہے تو اس کے پردے ایک ایک کر کے پھٹتے جاتے ہیں یہاں تک کہ اگر وہ مستقل گناہ کرتا چلا جاتا ہے تو لکھا ہے کہ کوئی پردہ بھی باقی نہیں رہتا۔ پھر اللہ تعالیٰ فرشتوں سے کہتا ہے کہ میرے بندے کو چھپاؤ تو وہ اپنے پروں سے اسے گھیر لیتے ہیں۔ یہ دیکھیں اللہ تعالیٰ کس طرح ستاری فرما رہا ہے۔ لیکن اگر انسان اللہ تعالیٰ کے سلوک پر اپنی حالت کو بدلنے کی کوشش نہ کرے تو پھر اللہ تعالیٰ کیا سلوک فرماتا ہے۔ یہ ایک لمبی حدیث ہے جس میں بیان ہوا ہے کہ فرشتوں کے اس بندے کو چھپانے کے بعد اگر وہ شخص توبہ کر لے تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول کر لیتا ہے اور اس کے پردوں کو جو اُٹھ گئے تھے واپس لوٹا دیتا ہے بلکہ ہر پردے کے عوض مزید نو (9) پردے عطا فرما دیتا ہے تا کہ اس کی

بقیہ صفحہ 2 پر

اس شمارہ میں

● دربارِ خلافت: قولِ سدید سے کام لیں ......
● نازِ محبت (منظوم)
● چوتھی صدی کے مجدد حضرت ابوبکر باقلانیؒ
● محترم مولا بخش احمدی کا ذکرِ خیر و صحابہؓ ادرحماں کی کچھ یادیں

دربارِ خلافت

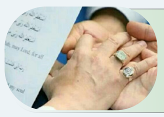

قول سدید سے کام لیں بچوں سے بھی قول سدید سے کام لیں

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ فرماتے ہیں:

......دونوں سیدھی طرح صاف الفاظ میں یہ کیوں نہیں کہہ دیتے کہ میں اس وقت نہیں مل سکتی۔ پھر ایسا بچہ اپنے ماحول میں بچوں کو بھی خراب کر رہا ہوتا ہے۔ کہ دیکھو یہ کیسی تعلیم ہے کہ ایک ذرا سی بات پر میری ماں نے جھوٹ بولا؟ یا میرے باپ نے جھوٹ بولا۔ تو جب یہ عمل اپنے ماں باپ کے بچہ دیکھتا ہے تو دور ہٹتا چلا جاتا ہے۔ تو اس لئے اپنی نسلوں کو بچانے کے لئے ان باتوں کو چھوٹی نہ سمجھیں اور خدا تعالیٰ کا خوف کریں۔ پھر فرمایا صبر کرنے والے بنو تمہارے اندر وسعت حوصلہ بھی ہونا چاہیے صبر بھی ہونا چاہیے برداشت کا مادہ بھی ہونا چاہے یہ نہیں کہ ذرا سی بات کسی سے سن لی اور صبر کا دامن ہی ہاتھ سے چھوٹ گیا۔

فون اٹھایا اور لڑائی شروع ہوگئی۔ یا اجلاس میں یا اجتماع کے موقع پر ملیں تو لڑنا شروع کر دیا کہ تم نے میرے بارے میں یہ باتیں کی ہیں۔ یا میری بہن کے بارے میں یہ باتیں کی ہیں یا میرے بھائی کے بارے میں یہ باتیں کی ہیں۔ یا بچوں کے بارے میں فلاں بات کی ہے۔ تم ہوتی کون ہو! تو ایسی باتیں کرنے والی تم ہوتی کون ہو! میں تمہاری ایسی تیسی کر دوں گی! جب بھی مجھے موقع ملا۔ تو یہ چیزیں جو ہیں اب یہاں یورپ کے ملکوں میں بھی مختلف طبقوں سے شہروں سے دیہاتوں سے ایشیا سے لوگ آئے ہیں مختلف مزاجوں کے لوگ اکٹھے ہو گئے ہیں۔ تو بعض دفعہ اور پہلوں میں سے بھی بعض مثالیں ہیں۔

یہ صرف نہیں کہ نئے آنے والوں میں سے ہیں تو بعض دفعہ چاہے یہ تھوڑی تعداد میں ہی ہوں چند ایک ہی ہوں۔ ایسے لوگوں کو یہ یاد رکھنا چاہے کہ اپنے ملک میں تو شاید آپ کی یہ برائیاں چھپ جائیں لیکن یہاں آ کر نہیں چھپ سکیتں۔ تو ان برائیوں کو ختم کرنے کی کوشش کریں ہر وقت ذہن میں رکھیں کہ آپ اب حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جماعت سے منسوب ہو چکی ہیں۔ آپ کے اخلاقی معیار اب بہت بلند ہونے چاہئیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تعلیم کو ہمیشہ سامنے رکھیں۔ کہ اگر جماعت میں رہنا ہے تو اعلیٰ اخلاق بھی دکھانے ہوں گے ورنہ تو کوئی فائدہ نہیں۔ حضرت مسیح موعودؑ نے اس کی مثال دی ہے اسکی ایسی مثال ہے جس طرح درخت کی سوکھی شاخ جس کو کوئی اچھا مالی یا مالک برداشت نہیں کرتا بلکہ اس سوکھی شاخ کو کاٹ دیتا ہے۔ پھر اسی لئے بے صبری کا مظاہرہ ہوتا ہے بعض دفعہ کوئی نقصان ہو جائے تو رونا دھونا اور پٹینا شروع ہو جاتا ہے یہ بھی سخت منع ہے۔ چاہے مالی نقصان ہو، جانی نقصان ہو۔ بعض اکثر مائیں، الحمد للہ جماعت احمدیہ اپنے بچوں کے ضائع ہونے پر بڑے صبر کا مظاہرہ کرتی ہیں۔ جان جانے پر بھی بڑے صبر کا مظاہرہ کرتی ہیں۔ لیکن کچھ شور مچانے والی رونے پیٹنے والی بھی ہوتی ہیں تو انکو بھی بہر حال صبر کا مظاہرہ کرنا چاہیے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اور یہ خوشخبری دیتا ہے کہ میں صبر کرنے والوں کو بہت بڑا اجر دیتا ہوں پھر اس آیت میں فرمایا گیا ہے عاجزی کے بارے میں کہ عاجزی دکھاؤ اب کہنے کو تو زبانی کہہ دیتے ہیں کہ میں تو بڑی عاجز ہوں مالی لحاظ سے اپنے سے بہتر یا برابر سے تو بڑی جھک جھک کر یا اس level پر باتیں کر رہی ہوتی ہیں کہ احساس نہیں ہوتا کہ کوئی تکبر یا غرور ہے لیکن پتہ تب چلتا ہے جب اپنے سے کم تر مالی لحاظ سے یا مرتبہ کے لحاظ سے کسی عورت سے باتیں کر رہی ہوں۔

(سالانہ اجتماع لجنہ و ناصرات UK سے خطاب فرمودہ 19/اکتوبر 2003)

بقیہ: فرمانِ خلیفۂ وقت...... از صفحہ 1

بقیہ ...... از صفحہ 1

بخشش کے سامان ہوتے رہیں۔ اس کی پردہ پوشی ہوتی رہے۔ لیکن اگر بندہ توبہ نہ کرے اور گناہوں میں ہی پڑا رہے تو فرشتے کہتے ہیں کہ ہم کس طرح اسے ڈھانپیں یہ تو اتنا بڑھ گیا ہے کہ یہ تو ہمیں بھی گندہ کر رہا ہے۔ تب اللہ تعالیٰ فرشتوں کو کہے گا کہ اسے الگ چھوڑ دو اور پھر اس کے ساتھ کیا سلوک ہوتا ہے۔ لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ پھر اس کے ہر عیب اور گناہ کو جو اس نے اندھیروں میں بھی کیا ہو ظاہر کر دیتا ہے۔

(کنز العمال کتاب الاخلاق قسم الاقوال تتبع العورات من الاکمال جلد ۳ صفحہ ۴۸۱ دار الکتب العلمیۃ بیروت ۲۰۰۲ء)

یعنی خدا تعالیٰ کی پردہ پوشی نہیں رہتی۔ پس ہر مومن کو ہمیشہ یہ کوشش کرتے رہنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں توبہ کرنے والا بنائے تا کہ ہمیشہ اس کی ستّاری سے حصہ پاتے رہیں۔

(خطبہ جمعہ 27 مارچ 2009)

نازِ محبت

آج دل مسرور ہے اپنا، طبیعت شاد ہے
مسجد لندن کی رکھی جا چکی بنیاد ہے
ہے بِناء اس کی خدا کے فضل پر اور رحم پر
جو بناء اس کے مقابل پر ہے وہ برباد ہے
نعرۂ اللہ اکبر اس سے اب ہو گا بلند
شرک کے مرکز میں یہ توحید کی بنیاد ہے
چشم بد بیں کور ہو دست مخالف ٹوٹ جائے
دل وہ غارت ہو جو اس کو دیکھ کر ناشاد ہے
ہوش میں آ دشمنِ بدخواہ اپنی فکر کر
سر اٹھا کر دیکھ ربِّ خلق بالمِرصاد ہے
اے خدا اب جلد لا وہ دن کہ ہم یہ دیکھ لیں
بندِ طبع مسلم ناشاد پھر آزاد ہے
ہائے وہ اسلام وہ مسلم کدھر کو چل بسے
نہ وہ شیریں ہی رہی باقی نہ وہ فرہاد ہے
دینِ حق اک صید ہے مقہور تحت دام کفر
ہر طرف آواز و شور و غوغائے صیّاد ہے
اے خد اسلام کی کشتی کو طوفاں سے بچا
ہم غریبوں کی تری درگاہ میں فریاد ہے
یاس کا منظر ہے لیکن دل ہیں امیدوں سے پُر
یاد ہے ہم کو ترا وعدہ خدایا یاد ہے
رحم فرمایا خدا نے سن کے بندوں کی پکار
آ گیا مردِ خدا جو فرد ہے استاد ہے
کرنا مغرب کو پڑے گا اب سرِتسلیم خَم
چل رہی مشرق سے باد نصرت و امداد ہے
آ گیا مہدی مسیحِ وقت مامورِ خدا
اب نہ وہ جور و ستم ہی ہے نہ وہ بیداد ہے
اب گیا وقتِ خزاں اور آ گیا وقتِ بہار
باغ احمدؐ میں ہوا پھر سبزۂ نوزاد ہے
ہر طرف پھیلے مبشرِ خدمت دیں کے لئے
خاص انگلستان میں بھی پہنچا ہوا منّاد ہے
دل ہے حمد و شکر سے لبریز اور سر در سجود
جان ہے پُر از مسرت اور طبیعت شاد ہے
صد مبارک صد مبارک خادمانِ دینِ حق
مسجد لندن کی رکھی جا چکی بنیاد ہے
اب ترانہ ہو چکا روزِ جزا بھی یاد کر
اے بشیر خستہ جاں قول بلیٰ بھی یاد کر

(حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ۔ مطبوعہ اخبار الحکم قادیان 21 ستمبر 1920ء)

اداریہ

جس مکاں کی آرزو مہدی کو تھی ہو بہو ایسا مکاں ہے ایم ٹی اے

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک دفعہ اپنی مبارک اور مقدس خواہش اور آرزو کا اظہار یوں فرمایا:

’’میری بڑی آرزو ہے کہ ایسا مکان ہو کہ چاروں طرف ہمارے احباب کے گھر ہوں اور درمیان میں میرا گھر ہو اور ہر ایک گھر میں میری ایک کھڑکی ہو کہ ہر ایک سے ہر ایک وقت واسطہ ورابطہ رہے۔‘‘

(سیرت حضرت مسیح موعودؑ از حضرت مولوی عبدالکریم سیالکوٹیؓ صفحہ 24)

دنیوی ماحول میں تو ایسا ہوسکتا ہے کہ ایک بڑے مکان یا حویلی کے اندر اردگرد واقع مکانات کی کھڑکیاں کھلتی ہوں۔ لیکن روحانی ماحول میں ایسا قطعاً ممکن نہیں کیونکہ کسی مجدد اور نبی کے پیروکار تو کروڑوں بلکہ اربوں میں ہوسکتے ہیں جو دنیا بھر کے کونے کونے میں پھیلے ہوں۔حضرت مسیح موعود علیہ السلام خدا تعالیٰ کے فرستادہ تھے۔آپؑ کی خواہشات اور الہامات کی تکمیل خدا تعالیٰ کے ذمہ تھی۔جس رنگ میں اللہ تبارک و تعالیٰ نے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اس مبارک خواہش کو پورا فرمایا وہ آج سے 100 سال قبل کسی کے وہم وگمان میں بھی نہ تھا۔اللہ تعالیٰ نے 26سال قبل ایم ٹی اے کے ذریعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اس مقدس خواہش کو پورا کردیا جو ایک کھڑکی کی نما ٹی وی پر آتا ہے۔ٹی وی کے ابتدائی دور کا اگر مطالعہ کریں تو معلوم ہوتا ہے کہ آغاز میں ٹی وی ایک کھڑکی نما باکس میں رکھا جاتا تھا جس پر لکڑی کے دو ڈور لگے ہوتے تھے جس کو ON کرنے سے پہلے باقاعدہ کھولا جاتا تھا اور اب بھی ٹی وی کی شکل و صورت کھڑکی کی مانند ہے۔اس میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے نمائندہ خلیفۃ المسیح کی صورت میں جلوہ افروز ہوتے ہیں اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے روحانی مکان کی کھڑکی ہر احمدی گھر میں کھلتی ہے اور وہاں سے خطاب، خطبہ، روحانی مجالس کی صورت میں ٹھنڈی ہوا ہر احمدی گھر میں پہنچتی اور روحانی مائدہ سے سیراب کرتی ہے۔اسی مضمون کو شاعر نے ان الفاظ میں بیان کیا ہے:

جس مکاں کی آرزو مہدی کو تھی
ہو بہو ویسا مکاں ہے ایم ٹی اے
سب گھروں میں احمدی احباب کے
کھلنے والی کھڑکیاں ہیں ایم ٹی اے

ہم میں سے ہر ایک کا یہ فرض ہے کہ ہم اپنے گھروں میں MTA دیکھنے کا اہتمام کریں اور خلیفۃ المسیح کے مبارک کلمات سُن کر عمل کر کے اپنے اندر دینی اور روحانی تبدیلی پیدا کریں۔ایک وقت تھا کہ حضرت خلیفۃ المسیح خطبہ ارشاد فرماتے تھے جو کئی مہینوں کے بعد الفضل کے ذریعہ ہم تک پہنچتا تھا۔پھر آڈیو کیسٹس کے ذریعہ خطبات کی ترسیل کا انتظام ہوا گو اس میں خلیفۃ المسیح کی آواز دل کی سکینت کا باعث بنتی تھی مگر خطبہ میں تاخیر کا احتمال رہتا تھا۔لیکن اب MTA کے ذریعہ Live آواز سُن کر دل سکون اور راحت محسوس کرتا ہے اور تازہ ارشادات کو سُن کر فوراً عمل کرنے کی نہ صرف کوشش ہوتی ہے بلکہ مسابقت فی الخیرات کا عملی مظاہرہ بھی دیکھنے کو ملتا ہے۔پاکستان میں ایک شہر میں قیام کے دوران ایک نومبائع احمدی نوجوان کو جمعہ کے روز خاکسار نے کوئی جماعتی کام کرنے کو کہا تو اس نے کہا کہ کام میں ضرور کردوں گا لیکن پیارے حضور کے خطبہ جمعہ کے بعد کیونکہ حضور نے میرے گھر بطور مہمان آنا ہے اور میں نے ان کے پاس بیٹھ کر میزبانی کرنی ہے۔تو دراصل اس کھڑکی کے ذریعہ تو ہمارے روحانی امام ہر گھر میں موجود رہ کر دینی تعلیمات کی تجدید کروارہے ہوتے ہیں۔

چونکہ MTA کا تعلق آسمانی قوتوں سے ہے اس لئے اللہ تعالیٰ نے MTA جاری ہونے سے 100 سال قبل 1897ء میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو یہ الہام کیا اَلْاَرْضُ وَالسَّمَآءُ مَعَکَ (سراج منیر، روحانی خزائن جلد 12، صفحہ 83) کہ آسمان و زمین تمہارے ساتھ ہیں۔حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے MTA کی اہمیت، برکات اور فیوض پر جو خطبات ارشاد فرمائے ان میں 25 جولائی 1997ء کے خطبہ جمعہ میں حضور نے فرمایا:’’ آسمان کا ساتھ ہونا ایم ٹی اے کی طرف اشارہ کررہا ہے اور یہ امر واقعہ ہے کہ ایم ٹی اے کے ذریعہ کل عالم میں آسمان نے جو گواہیاں دی ہیں وہ حیرت انگیز ہیں۔‘‘

پھر اسی خطبہ جمعہ میں 1897ء کے اس الہام کا سو سال بعد یعنی 1997ء میں پورا ہونے کے ذکر کے بعد فرمایا:

’’پس اس پہلو سے ہم جب اس سال اس الہام کو پڑھتے ہیں تو آسمان ہمارے ساتھ ہے اس سے مراد یہ ہے کہ آسمان کی متحرک طاقتیں اور ریڈیائی وجود جس کا پہلے علم نہ تھا اب کلیۃً جماعت احمدیہ کی تائید میں ظاہر ہوچکا ہے اور رونما ہورہا ہے اور اس کے نتیجے میں ان شاء اللہ تعالیٰ دنیا میں ایک عظیم انقلاب برپا ہوگا اور پہلے سے بڑھ کر ہوگا۔‘‘

(الفضل انٹرنیشنل 12 ستمبر 1997ء)

قارئین! اسی مناسبت سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ’’ہوا میں تیرنے والا‘‘ کشف یاد آرہا ہے جو آپؑ نے 8 دسمبر 1902ء کی رات 12 بج کر 40 منٹ پر دیکھا تھا۔اس کشف میں آپؑ نے دیکھا کہ آپؑ ایک دائرے کی مانند گڑھے کے اوپر ہوا میں تیر رہے ہیں اس گڑھے پر آپؑ نے کئی پھیرے کئے۔نہ ہاتھ ہلانے پڑے نہ پاؤں۔بڑی آسانی سے آپؑ تیرے۔(تذکرہ ایڈیشن چہارم صفحہ 365)

حضرت مصلح موعودؓ نے اس کشف سے ہوائی جہازوں کا دور مراد لیا ہے تاہم دائرہ نما گڑھے سے مراد ڈش (Dish) بھی ہے جس پر تیرنے کے لئے ہاتھ پاؤں مارنے کی ضرورت نہیں ہوتی۔یوں اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعودؑ کو ہواؤں پر غلبہ عطا فرمایا ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے ہواؤں میں تیرنے کے مضمون کو یوں بیان فرمایا ہے:

’’اسلام کی ترقی کی راہ پر آگے بڑھتے رہیں۔آپ جو کل چل رہے تھے آج دوڑ رہے ہیں۔آپ کو جو آج دوڑ رہے ہیں ان کو فضا میں اڑنا بھی نصیب ہوا ہے۔مگر میں جانتا ہوں کہ جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا۔اب یہ فیصلہ ہے کہ مسیح محمدی کے لئے آسمان کی فضائیں مسخر کی جائیں گی اور ان تمام مراتب میں جو آسمانی سفروں سے تعلق رکھتے ہیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے غلاموں کو سب دنیا کی دوسری قوموں اور انسانوں پر ایک برتری عطا ہوگی۔

پس یہ آسمانی سفر کا آغاز ہوا ہے۔یہ ایم ٹی اے کی لہریں جو تمام دنیا میں آسمان سے اُترتی ہیں یہ اس سفر کا آغاز ہے۔ابھی بہت کچھ ہے جو آگے آنے والا ہے۔اگلی صدیاں جو کچھ دیکھیں گی آپ یہ سب کچھ دیکھنے کے باوجود تصور بھی نہیں کرسکتے کہ کتنی بڑی عظمتوں کی بنا ڈالی جاچکی ہے۔پس اللہ تعالیٰ کے فضلوں کا شکر ادا کرتے ہوئے آگے بڑھیں۔‘‘ (الفضل انٹرنیشنل 4 جولائی 1997ء)

ہمارے موجودہ امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے 29 مئی 2020ء کو خطبہ جمعہ میں 27 مئی یوم خلافت کے حوالہ سے ایم ٹی اے کے چینلز میں اضافے کا اعلان کرتے ہوئے فرمایا:

’’اب ایم ٹی اے کے بارے میں بھی مَیں ایک اعلان کرنا چاہتا ہوں۔یہ بھی اللہ تعالیٰ کا ایک وعدہ تھا جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا پیغام دنیا میں پھیلانے کے بارے میں تھا۔بہرحال 27/ مئی سے، یوم خلافت والے دن سے ایک نئی ترتیب کے ساتھ یہ چینل شروع کیے گئے ہیں۔ان کی تفصیل میں بیان کر دیتا ہوں۔شروع میں بعض جگہ امریکہ میں خاص طور پر کچھ تھوڑی سی مشکل بھی پیش آئی تھی لیکن اب امید ہے حل ہوگئی ہوگی۔لیکن بہرحال اس نظام کے ساتھ جو شروع کیا گیا ہے میں یہ کچھ بتا دینا چاہتا ہوں کہ مختلف ریجنز کے اعتبار سے ایم ٹی اے کو آٹھ چینلز میں تقسیم کر دیا گیا ہے۔

ایم ٹی اے وَن جو ہے یہ چینل عموماً یوکے اور یورپ کے بعض علاقوں کے ناظرین کے لیے ہوگا۔اس چینل کی مین لینگویج (main language)، جو زبانیں ہیں وہ انگریزی اور اردو ہوں گی۔اسی چینل پر انگریزی اور اردو زبانوں کے پروگرام نشر کیے جائیں گے نیز بعض دوسری زبانوں کے پروگرام بھی انگریزی اور اردو ترجمے کے ساتھ نشر کیے جائیں گے۔میرے لائیو نئے ریکارڈڈ پروگرام بھی اسی چینل کے پروگرام MTA1 ورلڈ کے طور پر باقی تمام چینلز پر بھی نشر ہوں گے۔

MTA 2 یورپ۔یہ چینل یورپ اور مڈل ایسٹ کے ممالک کے ناظرین کے لیے ہوگا۔اس پر اردو، انگریزی، ٹرکش، فرنچ، سپینش، جرمن، ڈچ، رشین اور Persian (فارسی) زبانوں کے پروگرام نشر کیے جائیں گے۔اس پر اس وقت مختلف زبانوں کی دو دو گھنٹے کی سروسز چلتی ہیں۔مذکورہ بالا زبانوں کے پروگراموں کا اسی طرح پر اضافہ کر دیا جائے گا۔

MTA3 العربیۃ۔یہ چینل اسی طرح چلتا رہے گا جس طرح اس وقت چل رہا ہے۔اس چینل کی مین (main) زبان عربی ہوگی۔

MTA4 افریقہ۔یہ چینل مشرقی افریقہ اور مغربی افریقہ کے ممالک کے ناظرین کے لیے ہوگا۔اس چینل کی مین لینگویج یا مین لینگوئجز انگریزی، فرنچ اور سواحیلی ہوں گی اور انہی زبانوں کے پروگرام اس پر نشر کیے جائیں گے۔

MTA 5 افریقہ۔یہ چینل مغربی افریقہ کے ممالک کے ناظرین کے لیے ہوگا۔اس چینل کی جو مین زبان ہے وہ انگریزی ہوگی۔اس کے علاوہ کریول، ہاؤسا، چوئی اور یوروبا زبانوں کے پروگرام بھی نشر کیے جائیں گے۔

MTA 6 ایشیا۔ یہ چینل ایشیا سیٹ پر ہو گا اور ایشیا، فار ایسٹ، انڈونیشیا، جاپان، آسٹریلیا، نیوزی لینڈ اور رشیا وغیرہ ممالک کے ناظرین کے لیے ہو گا۔ اس چینل کی جو مین زبانیں ہیں وہ اردو، انگریزی اور انڈونیشین ہوں گی۔ اس پر اردو، انگریزی، بنگالی، پشتو، سندھی، سرائیکی، فارسی، انڈونیشین اور رشین زبانوں کے پروگرام نشر کیے جائیں گے۔ پہلے بھی اس طرح ہو رہے ہیں لیکن وقت کے حساب سے ان کی اس طرح تھوڑی سی تقسیم کر دی گئی ہے متعلقہ ملکوں کو وہ پروگرام مل چکے ہوں گے۔

MTA 7 ایشیا۔ یہ HD چینل ہے، چھوٹی ڈش پر دیکھا جائے گا۔ یہ انڈیا، پاکستان، بنگلہ دیش، سری لنکا اور نیپال وغیرہ ممالک کے ناظرین کے لیے ہو گا۔ اس چینل کی جو زبانیں ہیں وہ اردو، بنگالی اور ہندی ہوں گی۔ ان کے علاوہ اس پر تامل اور ملیالم زبانوں کے پروگرام بھی نشر کیے جائیں گے۔

MTA 8 امریکہ۔ یہ چینل امریکہ، نارتھ امریکہ اور کینیڈا وغیرہ کے ناظرین کے لیے ہو گا۔ پہلے بھی یہ چل رہا ہے۔ اس میں تھوڑی سی ترتیب بدل گئی ہے۔ تھوڑی سی تبدیلی کی گئی ہے۔ بہرحال اصل میں تو اصولی طور پر یہ وہی سارے چینل اسی طرح جاری ہیں جس طرح پہلے جاری تھے۔ بہرحال یہ جو اس میں ایم ٹی اے آٹھ امریکہ کا نام دیا گیا ہے یہ امریکہ، نارتھ امریکہ اور کینیڈا وغیرہ کے ناظرین کے لیے ہو گا۔ چینل کی زبانیں انگریزی اور اردو ہوں گی۔ اس کے علاوہ فرنچ اور سپینش زبانوں کے پروگرام بھی اس پر نشر کیے جائیں گے۔

ایم ٹی اے کے جو لائیو پروگرام ہیں ان میں ایم ٹی اے کے درج ذیل لائیو پروگرام مختلف چینلز پر نشر ہوں گے:

راہ ھدیٰ، الحوار المباشر اور بنگلہ پروگرام ایم ٹی اے کے تمام چینلز پر۔ ان پروگراموں کا ترجمہ ان چینلز کی مین لینگوئجز کے ساتھ نشر کیا جائے گا اور پھر ایم ٹی اے جرنل (Journal)، اسلام سوئستین (Sesiyetin) یہ جرمنی کی زبانیں ہیں یا الفاظ ہیں۔ یہ MTA2 یورپ پر نشر کیے جائیں گے۔ Horizen de Islam یہ ایم ٹی اے 1، ایم ٹی اے 2 یورپ، ایم ٹی اے 4 افریقہ اور ایم ٹی اے 5 افریقہ پر اس چینل کی مین لینگوئج کے ساتھ فرنچ میں نشر کیا جائے گا۔ اس کا ترجمہ بھی ساتھ ساتھ آتا رہے گا اور اسی طرح انتخابِ سخن وغیرہ کے جو پروگرام ہیں وہ بھی ایم ٹی اے 1 پر اور ایم ٹی اے 2 پر یورپ پر ایم ٹی اے 6 ایشیا پر اور ایم ٹی اے 7 ایشیا پر نشر ہو گا۔

بہرحال چینلوں کے حساب سے بھی یہ تھوڑی سی تبدیلی کی گئی ہے اور شاید بعض دفعہ سیٹنگ میں بھی عموماً کوئی تبدیلی نہیں ہو گی۔ پہلے ہی چل رہے ہیں۔ اسی طرح مختلف چینلوں کو اس حساب سے یہ نام دیے گئے ہیں۔

بہرحال یہ جو نظام بنایا گیا ہے اللہ تعالیٰ اس میں برکت ڈالے اور ایم ٹی اے کو پہلے سے بڑھ کر اسلام کا حقیقی پیغام دنیا کو پہنچانے کی توفیق عطا فرمائے۔'' (روزنامہ الفضل لندن آن لائن 22/ جون 2020ء)

پس ہم میں سے وہ بہت خوش نصیب ہیں۔ جو اس دائرہ نما گڑھے پر خلیفۃ المسیح کے ساتھ تیرتے ہیں۔ وہ بہت خوش قسمت ہیں جو آسمانوں کے ساتھ ہو کر، ایم ٹی اے کو دیکھ کر، عملی شہادت بن رہے ہیں اور وہ بہت خوش بخت ہیں جن کے گھروں میں حضرت مسیح موعودؑ کی نیک خواہش کے مطابق ایم ٹی اے کی کھڑکی کھلتی ہے اور وہ اس سے استفادہ کرتے ہیں۔

بقیہ: چوتھی صدی کے مجدد حضرت ابو بکر باقلانیؒ از صفحہ 5

کیا۔ آپ نے متعلقہ قرآنی آیات کی تلاوت کی۔ تو بادشاہ نے کہا کہ اے مسلمان! کیا مسیح عبد تھا؟ تو آپ نے فرمایا: جی ہاں، ہم یہی کہتے ہیں اور یہی ہمارا مذہب ہے۔ اس نے کہا کہ کیا تم اسے ابن اللہ نہیں مانتے؟ تو آپ نے فرمایا کہ اللہ کی پناہ! اللہ کا کوئی بیٹا نہیں اور نہ ہی کوئی اس کا کوئی ہمسر ہے۔ یقیناً تم لوگ ایک بہت بڑی بات کہتے ہو اور آپ نے قرآن کریم کی متعلقہ آیات پڑھیں۔ پھر کہا کہ اگر تم مسیح کو اللہ کا بیٹا بناتے ہو تو اس کا باپ کون ہے، اس کا بھائی، چچا، ماموں اور دیگر رشتہ دار کون ہیں اور کہاں ہیں؟ جس پر بادشاہ بہت حیران ہوا۔

بادشاہ نے پوچھا کہ اے مسلمان! کیا کوئی بندہ کوئی چیز تخلیق کر سکتا ہے یا کسی مردہ کو زندہ کر سکتا ہے یا کسی اندھے یا کوڑھی کو صحتیاب کر سکتا ہے؟ تو آپ نے کہا کہ ہرگز نہیں بندہ یہ کام کرنے کی قدرت نہیں رکھتا یہ سب اللہ کے فضل سے ہوتا ہے۔ تو بادشاہ نے کہا کہ پھر کیسے مسیح اللہ کا بندہ ہو سکتا ہے جبکہ اس نے سب کام کیے۔ تو آپ نے کہا کہ مسیح نے کسی مردہ کو زندہ نہیں کیا اور نہ کسی لولے لنگڑے، اندھے یا کوڑھی کو ٹھیک کیا ہے۔ بادشاہ اس بات سے حیران ہوا اور اس کے صبر کا پیمانہ لبریز ہو گیا اس نے کہا کہ کیا تم اس بات کا انکار کرتے ہو جو لوگوں میں عام ہے اور جسے قبول کیا گیا ہے۔ آپ نے کہا کہ کسی اہل علم و معرفت اور فقیہ نے یہ نہیں کہا کہ انبیاء معجزات اپنی ذات سے کرتے ہیں بلکہ اللہ ہی ہے جو یہ کام انبیاء کے ہاتھوں ان کی تصدیق کی خاطر کرواتا ہے۔

بادشاہ نے کہا کہ تم میں سے ایک جماعت میرے پاس آئی تھی اور اس نے کہا تھا کہ یہ سب تمہاری کتاب میں لکھا ہے۔ آپ نے کہا کہ ہاں! ہماری کتاب میں لکھا ہے لیکن یہی کہ یہ سب کام اللہ کے اذن سے ہوئے۔ آپ نے متعلقہ آیات تلاوت کیں اور کہا کہ جو کچھ مسیح نے کیا وہ سب اللہ کی طرف سے تھا، نہ کہ مسیح کی اپنی ذات سے۔ اور اگر کہا جائے کہ مسیح نے صرف اپنی ذات اور قوت سے مردوں کو زندہ کیا اور اندھوں کوڑھیوں کو صحتیاب کیا تو پھر یہ بھی جائز ہو گا کہ موسیٰؑ نے اپنی ذات اور قوت سے سمندر کو درمیان سے پھاڑا اور ہاتھ کو بغیر کسی تکلیف کے سفید کیا۔ پس انبیاء کے معجزات اللہ کی مرضی اور اذن کے بغیر نہیں ہوا کرتے اور مسیح نے جو معجزات دکھائے وہ محض مسیح کی ذات سے منسوب کرنا جائز نہیں۔ یہ سن کر بادشاہ لاجواب ہوگیا۔

(المرقبۃ العلیا فیمن یستحق القضاء والفتیا، تاریخ قضاہ الاندلس جزء1 صفحہ 38-39)

حضرت مریمؑ اور حضرت عائشہؓ کی بریت

پھر ایک دن جب بادشاہ نے آپ کو بلایا تو آپ وہاں گئے اور آپ نے ایک راہب سے پوچھا کہ تمہارے بیوی بچے کیسے ہیں؟ بادشاہ نے کہا کہ کیا آپ نہیں جانتے کہ راہب ان باتوں سے پاک ہوتا ہے۔ تو آپ نے فرمایا: آپ لوگ ان کو تو ان چیزوں سے پاک رکھتے ہو لیکن رب العالمین کو بیوی اور بچے سے پاک نہیں رکھتے۔ تو سرداروں نے سرزنش کی حالت میں کہا کہ آپ کے نبی کی بیوی کا کیا معاملہ تھا؟ آپ نے کہا کہ جو معاملہ مریم بن عمران کے ساتھ ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے ان دونوں (مریم اور عائشہ) کو بری قرار دیا لیکن عائشہؓ نے کوئی بچہ جنم نہیں دیا۔ یہ سن کر سب بہت شرمندہ ہوئے۔ بادشاہ آپ کی تبحر علمی سے بہت متاثر ہوا اور انعام و اکرام کے ساتھ حفاظتی دستہ کے ساتھ واپس روانہ کیا۔

(المرقبۃ العلیافیمن یستحق القضاء والفتیا، تاریخ قضاہ الاندلس جزءاصفحہ83-93)

سلطان القلم

محمد بن عمران بیان کرتے ہیں کہ قاضی ابو بکر محمد بن طیب جب عشاء کی نماز پڑھ لیتے تو درود و وظائف کا ورد کرتے۔ اس کے بعد دوات اپنے سامنے رکھتے اور 35 صفحات جو انہیں یاد ہوتے وہ تحریر فرماتے۔ آپ کہا کرتے تھے کہ سیاہی سے لکھنا میرے لیے زیادہ آسان ہے۔ پھر جب آپ فجر کی نماز ادا کرتے تو جو آپ نے رات کو تصنیف کیا ہوتا تو اپنے اصحاب کو دیتے کہ وہ اسے پڑھ کر سنائیں اور اس میں مزید املاء کرواتے۔

ابو بکر خوارزمی کا بیان ہے کہ بغداد کا ہر مصنف لوگوں کی کتب سے اپنی تصنیفات میں نقل کیا کرتا تھا سوائے قاضی ابو بکر کے۔ بلاشبہ آپ کا سینہ اپنے علم اور لوگوں کے علم کا مجموعہ تھا۔

(تاریخ بغداد جزء2 صفحہ456)

علی بن محمد مالکی بیان کرتے ہیں کہ قاضی ابو بکر اشعری ارادہ کرتے تھے کہ وہ اپنی تصنیف کو مختصر رکھیں لیکن اپنی وسعت علم اور کثرت حفظ کی وجہ سے ایسا کرنے سے قاصر رہتے۔ آپ ہمیشہ مخالفین کی کتب کا مطالعہ کر کے ان کی باتوں کو ذہن نشین کر کے پھر اس کے ردّ میں کتب لکھا کرتے تھے۔ (تاریخ بغداد جز2 صفحہ 456)

تصانیف

قاضی ابو بکر باقلانی نے اپنی زندگی میں تصنیف کا بہت کام کیا۔ حنبلی شیخ کا قول ہے کہ آپ نے ستّر ہزار اوراق تحریر کیے۔ آپ کی تصنیفات میں سے مشہور یہ ہیں: تمهيد الاوائل و تلخيص الدلائل (يه كتاب عضد الدوله كے لیے لكهی جب اس نے اهل سنت تعليم سكهانے كا كها)، شرح اللمع لابی الحسن الاشعری، كتاب الابانة، الاماة الكبيرة، الامامة الصغيره، امالی اجمع اهل المدينة، مقدمات فی اصول الديانات، اعجاز القرآن،، حقائق الكلام، مناقب الائمة كتاب حافل، رسالة الحرة، هداية المسترشدين والمقنع فی اصول الدين وغیرہ۔

☆...☆...☆

آج کی دعا

اے میرے خدا! میری فریاد سن کہ میں اکیلا ہوں۔ اے میری پناہ! اے میری سپر! میری طرف متوجّہ ہو کہ میں چھوڑا گیا ہوں اے میرے پیارے! اے میرے سب سے پیارے! مجھے اکیلا مت چھوڑ۔ میں تیرے ساتھ ہوں اور تیری درگاہ میں میری روح سجدہ میں ہے''۔

(سیرت حضرت مسیح موعودؑ از حضرت شیخ یعقوب علی عرفانی جلد پنجم صفحہ۔573)

یہ حضرت مسیح موعودؑ کی اللہ تعالیٰ کی پناہ میں آنے کی بہت پیاری دعا ہے۔ آپ فرماتے ہیں

''وہ دعا جو معرفت کے بعد اور فضل کے ذریعہ سے پیدا ہوتی ہے وہ اور رنگ اور کیفیت رکھتی ہے وہ فنا کرنے والی چیز ہے، وہ گداز کرنے والی آگ ہے، وہ رحمت کو کھینچنے والی ایک مقناطیسی کشش ہے۔ وہ موت ہے پر آخر کو زندہ کرتی ہے وہ ایک تُند سَیل ہے پر آخر کو کشتی بن جاتی ہے، ہر ایک بگڑی ہوئی بات اس سے بن جاتی ہے اور ہر ایک زہر اس سے آخر تریاق ہو جاتا ہے'' (لیکچر سیالکوٹ صفحہ۔26)

(مرسلہ: قدسیہ محمود سردار)

چوتھی صدی کے مجدد حضرت ابو بکر باقلانیؒ

(باسل احمد بشارت)

نام ونسب

آپ کا نام محمد بن طیب، کنیت ابو بکر اور لقب سیف السنۃ ولسان الامۃ تھا۔آپ کے والد محترم کا نام طیب بن محمد بن جعفر تھا۔

پیدائش

آپ کی پیدائش 338ھ میں عراق کے شہر بصرہ میں ہوئی۔

تعلیم وتربیت

ابتدائی تعلیم بصرہ میں ہی حاصل کی جس کے بعد آپ نے بغداد میں سکونت اختیار کی۔علم الاصول آپ نے ابن مجاہد سے، علم فقہ ابو بکر ابہری سے اور علوم حدیث ابو بکر بن مالک قطیعی، ابو محمد بن ماسی، ابو احمد حسین بن علی نیشاپوری وغیرہ سے حاصل کیے۔ان کے علاوہ آپ نے دیگر کئی علماء وبزرگان سے فیض علم پایا جن میں سے مشہور یہ ہیں: امام دار قطنی، ابو الحسن الباہلی، احمد بن جعفر قطیعی، ابو احمد عسکری، ابو سہل الصعلوکی، ابو عبد اللہ محمد بن خفیف شیرازی، ابن ابی زید قیروانی وغیرہ۔آپ کے اکثر اساتذہ امام ابو الحسن اشعری کے شاگرد تھے۔

اشعری امام

آپ کا تعلق مالکی مکتبہ فکر سے تھا۔ابن عمار میورقی بیان کرتے ہیں کہ ابن طیب مالکی تھے اور عالم و فاضل، نہایت متقی و پرہیز گار تھے۔جو گمراہی سے محفوظ تھے۔آپ کی طرف کوئی نقص منسوب نہ ہوتا تھا۔آپ کو شیخ السنۃ اور لسان الامۃ کا لقب دیا گیا۔آپ علم کے شہسوار تھے اور اس امت کے لیے ایک بابرکت وجود تھے۔

قاضی ابو بکر محمد بن طیب کے دور کے مالکی سرداروں کا آپ پر اختتام ہوا۔حضرت ابو الحسن اشعری کے پیروکار ہونے کی وجہ سے اشعری کہلائے اور اشعری فرقہ کے دوسرے بانی سمجھے جاتے ہیں۔امام ابن تیمیہ کے نزدیک آپ امام ابو الحسن اشعری کے بعد عظیم ائمہ میں سے تھے۔امام ذھبی کے نزدیک آپ اشعری متکلمین میں سے افضل تھے۔آپ نے اپنی قابلیت کی بناء پر علم الکلام میں دسترس حاصل کی اور اسی وجہ سے لوگوں میں مشہور تھے۔دل کے بہت اچھے اور زبان کے سخی تھے۔اپنی بات کو اچھی طرح سے واضح کرنے والے اور کتابوں میں درست بات لکھنے والے تھے۔آپ اپنے وقت کے بزرگ اور اپنے زمانے کے عالم تھے۔آپ کا فقہ بہترین تھا اور بہت بڑے مناظر تھے۔جامع منصور بغداد میں آپ کا حلقہ بہت وسیع تھا۔

مناظرات میں بطور حَکم

آپ ثغر میں قضاء کے عہدے پر مقرر ہوئے۔فقیہ ابو عبد اللہ بن سعدون بیان کرتے ہیں کہ تمام فرقے اپنے مناظروں میں قاضی ابو بکر باقلانی کی بطور حَکم تقرری پر رضامند ہوتے تھے۔

(ترتیب المدارک و تقریب المسالک از قاضی عیاض (متوفی:544ھ) جزء7ص45)

معتزلہ و بدعتیوں سے مناظرے

آپ علم الکلام کے ماہر اور حاضر دماغ مناظر تھے۔آپ نے روافض، اہل معتزلہ اور بدعتیوں وغیرہ سے بہت مناظرے کیے۔ایک مناظرہ اہل معتزلہ سے عضد الدولۃ کے سامنے بھی کیا۔

ایک دفعہ ابن المعلم جو رافضیوں کا بزرگ اور متکلم تھا، اپنے ساتھیوں کے ساتھ مجلس مناظرہ میں آیا وہاں اس نے جب ابو بکر باقلانی کو آتے دیکھا تو اپنے ساتھیوں سے کہا کہ قد جاء کم الشیطان یعنی یقیناً! تمہارے پاس شیطان آرہا ہے۔امام ابو بکر نے ان کی یہ بات سن لی۔آپ نے ابن المعلم کے پاس جاکر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: أَنَّا أَرْسَلْنَا الشَّيَاطِينَ عَلَى الْكَافِرِينَ تَؤُزُّهُمْ أَزًّا (مریم 84) ہم شیطانوں کو کافروں کے خلاف بھیجتے ہیں جو انہیں طرح طرح سے اُکساتے ہیں۔

(تاریخ بغداد از ابو بکر خطیب بغدادی (متوفی:463ھ) جزء2ص455)

عقائد باطلہ اور بدعات کا خاتمہ

قاضی ابو بکر باقلانی نے امام ابو الحسن اشعری کے کام کو آگے بڑھایا اور معتزلیوں، رافضیوں، بدعتیوں وغیرہ کا ردّ کیا۔آپ نے ان تمام کے خلاف قلمی ولسانی جہاد کیا۔آپ کی ان خدمات کی وجہ سے آپ کو چوتھی صدی کا مجدد امت مانا جاتا ہے۔آپ مسلمانوں کے لیے حفاظتی قلعوں میں سے ایک قلعہ تھے۔آپ اپنے زمانہ میں اہل سنت کی تلوار تھے اور اپنے زمانہ میں اہل حق متکلمین کے امام تھے۔آپ کے زمانہ کے بدعتیوں کو آپ کی وفات پر بہت زیادہ خوشی ہوئی۔

(ترتیب المدارک و تقریب المسالک جزء7ص45)

وفات

آپ 23 ذیقعدہ 403ھ بروز ہفتہ بغداد میں اپنے خالق حقیقی سے جاملے۔آپ کا جنازہ آپ کے صاحبزادے حسن نے اتوار کے روز پڑھایا۔آپ کا مدفن مقبرہ باب حرب بغداد میں ہے۔

(وفیات الاعیان از ابن خلکان (متوفی:681ھ) جزء4ص270)

حنبلی بزرگ ابو الفضل تمیمی نے منادی کو حکم دیا کہ وہ آپ کے جنازے پر یہ کہے: یہ (ابو بکر باقلانی) دین و سنت کی مدد کرنے والے، شریعت کی حمایت کرنے والے تھے اور یہ وہ شخص ہے جس نے ستّر ہزار اوراق تصنیف کیے۔اور اس کے بعد ہر جمعہ آپ کی قبر کی زیارت کیا کرتے تھے۔(سیر اعلام النبلاء از شمس الدین ذھبی (متوفی:748ھ) جزء13ص13)

تقویٰ و عبادت گزاری

امام ابو بکر باقلانی بہت متقی و عبادت گزار تھے۔ابو الفرج محمد بن عمران کہتے ہیں کہ قاضی ابو بکر محمد بن طیب ہر رات 20 تراویح پڑھا کرتے تھے۔وہ انہیں سفر وحضر میں بھی ترک نہ کیا کرتے تھے۔(تاریخ بغداد جزء2ص455)

علم و فصاحت کا شاہکار

آپ کی وسعت علمی ہی آپ کی پہچان تھی۔فصاحت آپ کا خاص وصف تھا۔ابو محمد یافعی کہا کرتے تھے کہ اگر کوئی شخص وصیت کرے کہ اس کے مال کا تیسرا حصہ افصح الناس یعنی لوگوں میں سے سب سے زیادہ فصیح و بلیغ انسان کو دیا جائے تو وہ قاضی ابو بکر اشعری کو دے دے۔(تاریخ بغداد جزء2ص456)

آپ کے علم وفضل کی وجہ سے آپ کو علّامہ، اوحد المتکلمین، مقدم الاصولیین، سیف السنۃ، لسان الامۃ وغیرہ کے القابات سے نوازا گیا۔

وہبی علم

قاضی ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ بیضاوی بیان کرتے ہیں کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ میں اپنی مسجد میں جہاں میں درس دیا کرتا ہوں، داخل ہوا تو میں نے دیکھا کہ ایک نورانی ہستی محراب میں تشریف فرما ہے اور دوسرا ان کے سامنے بیٹھا قرآن کریم کی تلاوت کر رہا ہے۔اس تلاوت سے بڑھ کر خوبصورت کوئی چیز نہ تھی۔میں نے پوچھا کہ یہ تلاوت کرنے والا کون ہے اور جس کے سامنے تلاوت کی جارہی ہے وہ کون ہیں؟ مجھے بتایا گیا کہ جو محراب میں تشریف فرما ہیں وہ رسول اللہؐ ہیں اور جو تلاوت قرآن کریم کر رہے ہیں وہ قاضی ابو بکر باقلانی ہیں جو رسول اللہؐ سے شریعت سیکھ رہے ہیں۔(تاریخ بغداد جزء2ص456)

توہّمات کا انکار

قاضی ابو بکر باقلانی کو علمی قابلیت کی وجہ سے عضد الدولہ نے اپنا مصاحب خاص بنا لیا۔اس نے جب آپ کو شاہ روم کی طرف غلبۂ اسلام کے اظہار کے لیے بطور سفیر جانے کا کہا تو آپ روانگی کی تیاری کرنے لگے۔وزیر نے کہا کہ کیا آپ نے اپنے جانے کا ستاروں سے فال لے لیا ہے؟ تو آپ نے جواب دیا کہ میں ان باتوں پر یقین نہیں رکھتا کیونکہ سعد ونحس اور خیر و شر اللہ کے ہاتھ میں ہے۔ستاروں میں رائی کے دانے کے برابر بھی ان سب کاموں کی قدرت نہیں۔

(المرقبۃ العلیا فیمن یستحق القضاء والفتیا، تاریخ قضاۃ الاندلس از ابو الحسن علی النباھی (متوفی:792ھ) جزء1ص37)

فہم و ذکاوت

قاضی ابو بکر باقلانی فہم و ذکاء کا مرقّع تھے۔آپ اپنے فہم سے ضرب الامثال بیان کیا کرتے تھے حکمت عملی سے کام لینا آپ کا شیوہ تھا۔381ھ میں آپ امیر المؤمنین کا پیغام لے کر شاہ روم کے پاس گئے۔وہاں آپ کو بادشاہ کے پاس جانے کے آداب بتائے گئے اور کچھ احکام آپ کے لیے جاری کیے گئے۔ان میں سے ایک حکم یہ تھا کہ انہیں بادشاہ کے پاس چھوٹے دروازے سے لایا جائے تا کہ جب یہ بادشاہ کے حضور حاضر ہوں تو رسم کے مطابق تعظیماً رکوع کی حالت میں داخل ہوں۔قاضی اس بات کو سمجھ گئے اور آپ سیدھا داخل ہونے کی بجائے الٹا پیٹھ کی طرف سے داخل ہوئے۔بادشاہ کو آپ کی ذہانت بہت پسند آئی اور اس کے دل میں آپ کا رعب طاری ہوگیا۔(سیر اعلام النبلاء جزء13ص12)

پادریوں سے علمی مناظرے

قاضی ابو بکر باقلانی نے ملک روم میں عیسائی پادریوں سے مناظرے کیے اور انہیں شکست فاش دی۔شاہ روم بھی آپ کی علمیت کو داد دیئے بغیر نہ رہ سکا۔آپ نے رسول اللہؐ کے معجزہ شق القمر تمام دنیا کے لوگوں کو نظر نہ آنے کے اعتراض کا تسلی بخش جواب سورج گرہن کے ایک علاقہ میں نظر آنے اور دوسرے علاقہ میں نظر نہ آنے جیسی مختلف مثالوں سے دیا۔

اسی طرح ایک اور مجلس میں شاہ روم نے پوچھا کہ آپ مسیح بن مریم کے بارہ میں کیا کہتے ہیں تو آپ نے فرمایا کہ وہ روح اللہ اور اس کا کلمہ ہے۔اللہ کا نبی، رسول اور اس کا بندہ ہے جس طرح اللہ نے آدم کو مٹی سے پیدا کیا اور اسے کہا کہ کن فیکون۔اسی طرح مسیح ابن مریم کو بھی پیدا

محترم مولا بخش احمدی کا ذکر خیر وصحابہؓ ادرحماں کی کچھ یادیں

(عدیل ناصر)

خاکسار آج مطالعہ کے لئے کچھ پُرانی کتابیں دیکھ رہا تھا جو کہ میرے دادا مرحوم مکرم مولوی مولا بخش احمدی کی تھیں تو کچھ تحریرات جو میرے دادا کی لکھی ہوئی تھیں نظر سے گزریں تو سوچا ان کا ایک مضمون بنا کر الفضل میں شائع کرنے کے لئے دوں تا کہ ان ایمان افروز واقعات کے پڑھنے سے لوگوں کو صداقت کے پھیلانے کے لئے امنگ اور شوق پیدا ہو اور زیادتی ایمان کا موجب ہو۔

خاکسار کے دادا کا نام چوہدری مولا بخش احمدی اور بعض تحریرات میں مولوی کا لفظ بھی ساتھ لکھا ہوا آیا ہے، آپ کی پیدائش 13 اگست 1913ء کو سرگودھا کے ایک قصبہ ادرحماں میں ہوئی۔ آپ کے والد حضرت مسیح موعودؑ کے زمانہ میں احمدی ہوئے تھے اور صحابی تھے آپ کے والد کا نام حضرت چوہدری میاں محمد دین صاحبؓ ابن میاں عیسیٰ ابن میاں نور محمد تھا۔ آپؓ کا تعلق زمیندار خاندان سے تھا اور یہ خاندان نور محمدانے سے مشہور تھا۔

‘‘ادرحماں’’ کی وجہ تسمیہ اور کتب حضرت مسیح موعود میں اس کا ذکر:۔

آپ کا وطن عزیز ادرحماں ضلع سرگودھا تھا جو کہ سرگودھا سے مشرقی جانب قریباً چالیس میل دور ہے۔ گاؤں کو آپکے جدامجد میں سے ایک عبدالرحمٰن نامی شخص نے آباد کیا تھا جو مرور زمانہ کیساتھ ساتھ بدلتے بدلتے ادرحماں ہوگیا۔ جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب میں ادرحماں کے بعض رفقاء کے نام کے ساتھ موضع عبدالرحمٰن ضلع شاہ پور لکھا ہے مثلاً «انجام آتھم» میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے حضرت میاں عبدالعلی صاحبؓ جو حضرت مولوی شیر علی صاحبؓ کے برادر اکبر تھے کا نام یوں تحریر فرمایا ہے میاں عبدالعلی موضع عبدالرحمٰن ضلع شاہ پور۔

حالات زندگی

پیارے دادا جان پیدائشی احمدی تھے۔ آپ کی ابتدائی تربیت والد صاحب کی زیر نگرانی ہوئی جو کہ صحابی تھے اور آپ نے اپنی ابتدائی تعلیم اپنے گاؤں ادرحماں وکوٹ مومن سے حاصل کی اس کے بعد قادیان چلے گئے جہاں مدرسہ احمدیہ میں پڑھتے رہے مکرم اسمٰعیل ذبیح صاحب مرحوم آپ کے کلاس فیلو تھے۔ آپ بہت سی خوبیوں کے مالک تھے آپ بفضل خدا متقی پرہیز گار اور دعا گو انسان تھے خلافت سے خاص محبت اور پیار رکھنے والے تھے خاکسار کے والد صاحب بتاتے ہیں کہ اگر کوئی ان کے سامنے کوئی ایسی بات کرتا جو خلافت یا خلیفہ وقت کی بات کے خلاف ہوتی تو فوراً اس کو وہیں کاٹ دیتے اور اس سے سخت ناراض ہوتے۔ اس کے علاوہ آپ نے بتایا کہ اباجی صرف خلیفہ وقت کے پیچھے نماز جمعہ پڑھنے کے لئے ہر جمعہ کو لاہور سے ربوہ آتے اور ربوہ سے واپس جب لاہور جاتے تو اداس ہوتے جیسے کہ آپ کوئی بہت قیمتی چیز سے دور ہو گئے ہوں اور اس کی اداسی آپ کو کھا رہی ہو واللہ خلافت سے اتنی محبت تھی کہ بیماری کے باوجود آپ صرف خلیفہ وقت کی محبت میں اور انکے پیچھے نماز جمعہ کے لئے اتنا سفر طے کرتے۔

خاکسار بہت چھوٹا تھا جب میرے پیارے دادا جان کی وفات ہوگئی اس لئے ان کی باتیں اور ان کو دیکھنا یاد نہیں لیکن گھر والوں کا اور ڈاکٹر پھوپھو (پھوپھو صادقہ) کو ہمیشہ یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ یہ پورا اباجی پر گیا ہوا ہے۔ پیارا خدا مجھے ان جیسا بننے کی توفیق دے اور ان کی نیکیوں کو جاری رکھنے والا اور ان کی دعاؤں کا وارث بنائے (آمین) خاکسار کے دادا جان کا علم بہت پختہ تھا اگر کسی کتاب کو پڑھ لیتے تو وہ ان کو زبانی یاد ہو جایا کرتی تھی۔ اور ان کو مطالعہ کا بھی بہت شوق تھا اس کا تو میں بھی گواہ ہوں کیوں کہ ان کی اپنی ایک الگ لائبریری تھی جو کہ اب بھی محفوظ ہے اور کم وبیش اس میں ایک ہزار سے زائد کتابیں موجود ہیں اور الفضل کی کثرت سے جلدیں بنا کر سنبھالی ہوئی تھیں جو والد صاحب نے خلافت لائبریری کو ہدیہ کر دیں۔ اسی طرح آپ کو واقفین زندگی سے بھی بہت محبت تھی اسی لیے آپ نے اپنی تین بیٹیوں کی شادی مربیان سلسلہ کے ساتھ کی اور انکی بہت عزت کرتے۔ اور جب آپ نے نوکری چھوڑ دی تو آپ نے اپنے آپ کو بھی وقف عارضی کے طور پر بلا معاوضہ پیش کیا۔ آپ کو پرائیوٹ سیکرٹری کے آفس میں کام ملا بہت شوق سے کام کرتے۔ ایک بار حضور انور نے بھی آپ کی لکھائی کی تعریف کرتے ہوئے کہا کہ کوشش کی جائے کہ زیادہ خط اس لکھائی میں ہوں۔ تو آپ اس کے بعد زیادہ وقت دفتر رہتے اور کوشش کرتے کہ زیادہ سے زیادہ خط لکھوں۔ آپ کافی لمبا عرصہ پشاور بھی رہے جہاں آپ kaz radio company میں ملازمت کرتے رہے اس کے علاوہ مختلف جماعتی عہدوں پر بھی کام کیا جن میں جنرل سیکرٹری اور سیکرٹری تبلیغ پشاور پر خدمات بجا لاتے رہے۔

نماز تہجد میں خشوع وخضوع

خاکسار کی پھوپھو اور آپ کی بیٹی محترمہ صالحہ محمود مرحومہ نے ایک دفعہ خاکسار کو ایک واقعہ سنایا کہ اباجی کا یہ حال تھا کہ رات کو اٹھ کر رو رو کر دعائیں مانگتے۔ اور ایک بار پشاور میں جہاں محلہ کے تمام لوگ ان کی بہت عزت کرتے تھے انہوں نے ان کو گھیر لیا اور کہنے لگے ہم تو آپ کو بہت نیک اور باعزت سمجھتے تھے مگر آپ تو رات کو روز اپنی بیوی کو مارتے ہیں جس کے رونے کی آواز ہم روز سنتے ہیں۔ اور یہ ہم سے برداشت نہیں ہوتا۔ یہ سن کر والد محترم کو معلوم ہوا کہ وہ جو رات کو خدا تعالیٰ کے حضور گڑگڑاتے اور روتے ہیں وہ تو پورا محلہ سنتا ہے اس سے ان کو شرمندگی بھی اور خوشی بھی ہوئی۔ اور انہوں نے محلہ والوں کو بتایا کہ میں تو تہجد کی نماز پڑھتا ہوں اور خدا تعالیٰ سے دعائیں مانگتا ہوں۔

مکرم قاضی محمد یوسف صاحب مرحوم سابق امیر جماعت احمدیہ سرحد اپنی کتاب تاریخ احمدیہ سرحد میں بھی آپ کے حالات لکھتے ہوتے فرماتے ہیں کہ دینی تعلیم کے شوق میں ہر محنت برداشت کی۔ آپ نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کے ہاتھ پر بیعت کی۔ یہ بیعت گول کمرہ متصل مسجد مبارک قادیان میں کی۔ آپ لکھتے ہیں کہ مجھے محترم مولوی مولا بخش صاحب سے اور ان کو خاکسار سے محبت اور اخلاص ہے مہمان نوازی اور چندہ وغیرہ کی ادائیگی میں سراپا اخلاص ہیں۔

محترم مولا بخش صاحب کی پہلی شادی مرزا غلام محمد صاحب چغتائی کے ہاں ہوئی جو محلہ دارالرحمت قادیان میں رہا کرتے تھے۔ مرزا صاحب موصوف نیک اور خاموش طبع انسان تھے۔ ان کی لڑکی نصیرہ بیگم صاحبہ سے نکاح ہوا اور ان کے بطن سے صادقہ بیگم صاحبہ اور بشریٰ بیگم صاحبہ تولد ہوئیں۔ نصیرہ بیگم اس وقت فوت ہوئی جب کہ مولوی صاحب فوج میں ملازم تھے اور گھر میں موجود نہ تھے۔ آپ کی اہلیہ موصیہ تھیں وہ بہشتی مقبرہ قادیان میں دفن ہوئی۔

دوسری شادی ڈاکٹر عبدالسمیع کپورتھلوی صاحب احمدی جو کہ صحابی ہیں اور کپورتھلہ کے رہنے والے ہیں ان کی لڑکی امۃ القدیر صاحبہ سے ہوئی۔ اس سے دو لڑکیاں (صالحہ محمود صاحبہ اور نصرت جہاں صاحبہ) اور ایک لڑکا (چوہدری خدا بخش ناصر) پیدا ہوا۔ اللہ تعالیٰ ان بچوں کو اور انکی اگلی نسل کو مخلص احمدی اور صالح مومن بنائے۔ (آمین)

پیارے دادا جان کی وفات 25 فروری 1991 کو ہوئی پیارا رحیم وکریم خدا آپ کے درجات بلند کرتا چلا جائے اور جنت الفردوس کے اعلیٰ مقامات آپ کو عطاء ہوں اور ہم آپ کی نیکیوں کو آگے چلانے والے اور ہمیں آپ کی دعاؤں کا وارث بنائے جو آپ ہمارے لئے ساری زندگی کرتے رہے آمین۔ اللھم اغفرہ وارحمہ۔

اب خاکسار اپنے دادا جان محترم مولا بخش احمدی مرحوم کی بعض روایات جو آپ نے اپنے والد صاحب اور دیگر اصحاب احمدیت ادرحماں کے حوالے سے تحریر کیں پیش خدمت ہیں۔

حضرت چوہدری محمد دین صاحبؓ

حضرت چوہدری محمد دین صاحبؓ نے دو شادیاں کی آپ کی پہلی شادی ایک نیک خاتون بیگماں سے ہوئی جس کے بطن سے ایک لڑکا شیر محمد اور ایک لڑکی مہر بی بی پیدا ہوئی۔ بیگماں بی بی کی وفات کے بعد آپ نے دوسری شادی میاں عطر دین کی لڑکی سے کی جس کا نام بہشت بی بی تھا جس سے چار لڑکے (نواز احمد، سردار محمد اوّل، سردار محمد دوم، مولا بخش) پیدا ہوئے اور ایک لڑکی طالعاں بی بی پیدا ہوئیں۔

خاکسار کے دادا مولوی مولا بخش احمدی اپنے والد صاحب کی بیعت کا واقعہ کچھ یوں تحریر کرتے ہیں کہ:

حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ الصلاۃ والسلام نے جب مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کیا تو اس گاؤں سے ابتداء میں ہی چند اشخاص نے آپ پر ایمان لانے میں سبقت اختیار کی ان میں ایک میرے والد صاحب بھی تھے اور آپ نے اپنے احمدیت میں داخل ہونے کا اقعہ مجھ سے یوں بیان کیا حضرت مولوی شیر علیؓ صاحب کے والد مولوی نظام دین صاحب، ادرحماں میں درس وتدریس کا کام کرتے تھے اور انکے بھائی مولوی شیر محمد صاحبؓ ہجن ضلع سرگودھا میں رہتے تھے۔ ان کو کسی ذریعہ سے دعویٰ حضرت مسیح موعودؑ کی خبر ملی تو انہوں نے احمدیت قبول کر لی اور اپنے بھائی کو پیغام پہنچانے کے لئے ادرحماں آئے ہر دو بھائی بہت بڑے عالم تھے۔ سارا سارا دن مسجد میں بحث ومباحثہ رہتا۔ یہاں تک کہ اس حالت میں کھانا بھی بھول جاتے اور والد صاحب بتاتے تھے کہ میں اور دیگر شاگردان مسجد میں مولوی صاحب کے زیر تعلیم تھے۔ اور مجھے مولوی صاحب نے کئی دفعہ اپنے گھر سے کتب جس کے حوالہ کی ضرورت ہوتی لینے بھجوا دیتے۔ کہتے یہ مباحثہ کافی دن تک رہا۔ والد صاحب فرماتے تھے کہ میں نے قادیان جاکر مسیح موعود علیہ السلام کو دیکھنے کا پختہ ارادہ کرلیا آپ پیدل اکیلے گاؤں سے چل پڑے کیونکہ علاقہ میں دور دور تک آپ کی واقفیت تھی جہاں رات ٹھہرتے اپنے ارادہ کا ذکر کرتے واقف کار آپ کو کہتے کہ کیوں کافر ہونے چلے ہیں ان کی باتیں سنکر آپ پھر واپس لوٹ پڑتے۔ اور پھر راستہ میں

ہی خیال آتا کہ دیکھنا تو چاہیئے مجھے خواہ مخواہ کوئی جبراً تو کافر نہیں بنا سکتا۔ اس نیک ارادہ کی وجہ سے پھر سوئے قادیاں روانہ ہو جاتے۔ اللہ اللہ نیکی کا کیسا جذبہ تھا آپ اسی تگ و دو میں کئی روز کے بعد کچھ پیدل سفر طے کرتے ہوئے اور کچھ ریل پر سفر کر کے قادیان پہنچے وہاں جا کر حضور کا مبارک اور نورانی چہرہ دیکھ کر احمدیت قبول کر کے واپس لوٹے فالحمد للہ علی ذالک۔

تربیت اولاد کا خیال

مکرم قاضی محمد یوسف پشاوری صاحب مرحوم سابق امیر جماعت احمدیہ سرحد اپنی کتاب تاریخ احمدیہ سرحد میں لکھتے ہیں:

''آپؓ چاہتے تھے کہ میرا بچہ ابتداء سے ہی دینی ماحول میں پرورش پائے۔ وہ ہمیشہ سالانہ جلسہ پر قادیان جایا کرتے تھے اور مولوی مولا بخش صاحب کو بھی ساتھ لے جایا کرتے تھے۔ بٹالہ سے قادیان 12 میل پا پیادہ جایا کرتے تھے اور مولا بخش کو کندھے پر سوار کر لیتے تھے۔

کسی دوست نے ایک دفعہ فرمایا کہ آپ اس خورد سال بچے کو گھر کیوں چھوڑ نہیں آتے۔ آپ نے جواب دیا کہ اگر اب سے میں اپنے بچہ کو قادیان سے وابستہ نہ کرلوں تو میرے بعد کون اس کو وابستہ کرے گا۔ اللھم اغفرہ وارحمہ۔ مولوی مولا بخش ابھی بچہ ہی تھے کہ والد صاحب کے سایۂ عاطفت سے محروم ہو گئے۔''

(تاریخ احمدیت سرحد صفحہ 293)

دادا جان مولوی مولا بخش احمدی آگے لکھتے ہیں کہ مناسب ہو گا کہ احمدیت کے ذکر کے ساتھ ابتدائی ایمان لانے والے فدایان احمدیت کا ذکر بھی کر دیا جائے۔ ہمارے گاؤں ادرحماں میں 1) حضرت میاں محمد حسن صاحبؓ 2) حضرت مولوی نظام دین صاحبؓ 3) حضرت میاں خدا بخش صاحبؓ 4) میاں احمد دین صاحب ابتدائی صحابہ میں شامل تھے۔

1) حضرت میاں محمد حسن صاحبؓ اور آپ کا شوق تبلیغ: آپؓ گاؤں میں کپڑا بننے کا کام کرتے تھے آپ کے اندر احمدیت کی محبت کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی تبلیغ کا از حد شوق تھا گالیاں اور ماریں کھاتے مگر پیغام حق پہنچانے میں کوئی کسر باقی نہ چھوڑتے غالباً اَن پڑھ تھے۔ مگر کتب حضرت مسیح موعود علیہ السلام سب خرید کر رکھی ہوئی تھیں ان کے متعلق مشہور ہے کہ سڑک پر ٹھنڈا پانی اور حقہ لیکر بیٹھ جاتے اگر کوئی مسافر وہاں سے گزرتا تو حقہ دیکھ کر حقہ پینے کے لئے بیٹھ جاتا تو آپؓ اس سے باتوں باتوں میں پوچھتے آپ کا کیا نام ہے اور کس گاؤں جانا ہے پھر کہتے کہ میرا ایک ''سنیہہ'' یعنی پیغام وہاں پہنچا دینا مسافر کی خاطر و مدارات پانی اور حقہ سے کی ہوتی تھی وہ خوش ہو کر کہتا کہ ضرور پیغام پہنچا دونگا آپ کہتے کہ نمبردار کو کہہ دینا کہ حسن محمدؓ سکنہ ادرحماں نے کہا ہے کہ گاؤں میں بذریعہ ڈھنڈورا اعلان کر دے یعنی منادی کرا دے کہ قادیان ضلع گورداسپور میں امام مہدی پیدا ہو گئے ہیں ان پر ایمان لے آؤ اگر ایسا نہ کیا تو گناہ آپ کے سر ہو گا۔

ایک دفعہ اس طریق پر ایک شخص سے کہا وہ پہلے آپ سے اس قسم کی باتیں سن چکا تھا اس نے کہا حسن محمد خاموش رہو جو مرزائی ہوتا ہے اس کا ظاہری رنگ بھی سیاہ ہو جاتا ہے (میاں محمد حسن صاحبؓ کا رنگ بھی کالا تھا) آپؓ یہ بات سن کر فوراً قرآن کریم لائے اور اس شخص سے کہا کہ ان سفید جگہ کا درجہ بڑا ہے یا حروف دے سیاہ رنگ دا درجہ بڑا ہے معترض کھسیانا سا ہو گیا اور خاموش ہو گیا۔

آپ لکھتے ہیں:

واقعات تو بہت سے ہیں ان کا ایک اور واقعہ بیان کئے دیتا ہوں تا کہ پڑھنے والوں کیلئے ان کے تبلیغی شوق کا علم ہو سکے اور صداقت کے پھیلانے کے لئے امنگ اور شوق پیدا ہو۔ آپ موضع ہلال پور میں بیاہے ہوئے تھے ایک روز اپنے سسرال کے ہاں گئے تو راستہ میں روساء ہلال پور بیٹھے حقہ وغیرہ پی رہے تھے یہ وہاں سے گزرے ان کو السلام علیکم نہ کہا۔ انہوں نے کہا تم نے ہمیں السلام علیکم کیوں نہیں کیا آپ نے جواباً کہا کہ تم مہدی موعودؑ پر ایمان نہیں لائے لہذا میں آپ کے لئے دعا نہیں کرسکتا۔ یہ سن کر وہ اشتعال انگیز ہو گئے اور آپ کو خوب مارا پیٹا پھر جب ان ظالموں سے چھٹکارا ملا تو آگے چل پڑے گلی میں حضرت مولانا محمد اسمٰعیل صاحب فاضل جو ان دنوں ابھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دعویٰ سے بے خبر تھے ملے۔ فوراً پوچھا مولوی صاحب آپ کہاں جا رہے ہیں؟ مولوی صاحب نے کہا تخت ہزارہ جا رہا ہوں۔ جو کہ وہاں سے تقریباً دو اڑھائی میل جنوب کی طرف ایک قصبہ ہے فرمانے لگے میں نے بھی وہاں جانا ہے ایک ساتھ چلتے ہیں ان کے ساتھ ہو لئے راستہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتاب فتح اسلام پیش کی اور کہا کہ میں پڑھا ہوا نہیں مجھے یہ کتاب سنا دیں تا کہ معلوم ہو کہ اس میں کیا لکھا ہے مولوی صاحب کتاب پڑھتے گئے یہ چھوٹی سی کتاب تھی جب مولوی صاحب نے ختم کی تو فرمایا کہ اسلام کا ایسا درد رکھنے والا شخص جھوٹا نہیں ہوسکتا۔ میں اس پر ایمان لاتا ہوں۔ گویا آپ ایک اتنے بڑے عالم کو احمدیت کا پیغام پہنچانے والے ہوئے۔

آپ کی وفات اپنے گاؤں میں ہوئی۔ اور گاؤں کے قبرستان میں ہی تدفین ہوئی۔ غالباً ان کی قبر کو گاؤں میں کوئی شخص نہیں جانتا ہو گا مگر ان کا کتبہ بہشتی مقبرہ قادیان میں چار دیواری کے اندر ہے جہاں ہر روز کئی اشخاص دعا کیلئے حاضر ہوتے ہیں جلسہ سالانہ و دیگر اجتماعات میں تو یہ تعداد ہزاروں سے بھی تجاوز کر جاتی ہے۔

مجھ عاجز کی بھی دعا ہے کہ اے اللہ ان واقفین دین پر رحمت نازل فرما اور ہمیں ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق دے (آمین)

2) حضرت مولوی نظام الدین صاحبؓ: خاکسار کہ دادا مکرم مولا بخش احمدی لکھتے ہیں کہ:

خاکسار نے اپنے بچپن کے زمانہ میں انہیں دیکھا ہوا ہے نہایت خوبصورت نورانی چہرہ قد آور جسم اور عالم باعمل تھے مسجد میں اکثر اوقات گزارتے آپ سلسلہ کے مشہور بزرگ حضرت مولوی شیر علی صاحبؓ بی اے کے والد بزرگوار تھے آپ کی عمر اس وقت میرے اندازے کے مطابق سو سال سے تجاوز تھی مگر صحت بہت اچھی تھی زبان میں کچھ لکنت سی آ گئی تھی۔ ان کی گفتگو سوائے ان کے پُرانے رفیقوں کے اور مشکل سے سمجھ سکتا تھا۔ مسجد میں بیٹھ کر ذکر و اذکار بہت کرتے اور دوسرے دوستوں کو بھی تلقین کرتے رہتے۔ آپ کی گفتگو میں ایک رعب اور دبدبہ تھا۔ ان کے پورے حالات سے تو مجھ کو واقفیت نہیں کیونکہ میرا بچپن تھا، لیکن ایک واقعہ یاد ہے کہ جب میں پرائمری سکول کی غالباً تیسری جماعت میں تھا تو ایک مولوی برکت علی مولوی فاضل پروفیسر اسلامیہ کالج بغرض مناظرہ ہمارے گاؤں آئے۔ ان سے مولوی نظام دین صاحبؓ نے مناظرہ کیا۔ ان کے الفاظ کی ترجمانی میرے والد صاحب اور میاں خدا بخش صاحب کرتے تھے آخر کار مولوی صاحب مذکور رفع حاجت کے لئے جلسہ گاہ سے باہر گئے پھر دوبارہ نہ آئے گویا کہ اپنی شکست پر مہر اپنے ہاتھوں ثبت کر گئے۔

خدا تعالیٰ حضرت مولوی نظام دین صاحبؓ کے درجات بلند کرتا چلا جائے اور ہم کو ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق دے آمین۔

3) حضرت میاں خدا بخش صاحبؓ: آپ کے والد کا نام اللہ دتہ تھا گو آپ کی تعلیم معمولی تھی مگر دینی علم پر اسقدر عبور تھا کہ بڑے سے بڑا عالم بھی آپ کے آگے مذہبی گفتگو نہیں کرسکتا تھا۔ سلسلہ کی کتب سے پوری واقفیت تھی آپ کا معمول تھا کہ مسجد میں ہر نماز سے قبل تشریف لاتے اور دوستوں کو مسائل عام فہم طریق پر سمجھاتے۔ ان کے زمانہ میں مسجد عبادت کے علاوہ دیہاتی مبلغین تیار کرنے کا مرکز تھی۔ اور اگر کوئی مسجد میں نماز پڑھنے پر سستی کرتا تو اس کے گھر جا کر مسجد آنے کی تلقین احسن طریق سے کرتے۔

غریب پروری:۔ کسی احمدی کو کوئی تکلیف ہوتی تو آپ اس کی مدد کے لئے بیقرار ہو جاتے اور اس وقت تک آپ کو تسلی نہ ہوتی جب تک اس کی تکلیف کو دور نہ کر لیتے اس حوالے سے واقعات تو بہت سے ہیں صرف ایک غریب احمدی کی مدد کا واقعہ بیان کرتا ہوں۔ ادرحماں سے شمالاً پانچ چھ میل کے فاصلہ پر ایک احمدی پاکستان بننے کے بعد آباد ہوا اسکی گندم پوری طرح پک چکی تھی لیکن وہ اکیلا اس کو کاٹ نہیں سکتا تھا غربت کیوجہ سے نیز احمدیت کی وجہ سے کوئی اس کی مدد کرتا نہیں تھا جب آپ کو اس کا علم ہوا تو آپ بیقرار ہو گئے اور مسجد میں اعلان کر ڈالا کہ کون ہے جو خدا تعالیٰ کی مخلوق کی مدد کے لیے اپنے آپ کو پیش کرے۔ بہت سے لوگوں نے نام لکھوا دیئے جس میں خاکسار بھی تھا القصہ آپ نے اسکی گندم کٹوا کر اکٹھی کروا دی اور اس طرح تعاونوعلی البر کی مثال قائم کر دی۔

آپ کی گفتگو بہت میٹھی اور شیریں ہوتی، سننے والا اثر قبول کئے بغیر نہیں رہ سکتا تھا آپ کی اولاد میں تین لڑکے اور ایک لڑکی تھی۔ لڑکی بچپن میں ہی فوت ہو گئی تھی۔ ایک بیٹے اللہ بخش کو ہجرت کے بعد قادیان میں حفاظت مرکز کے لئے وقف کر دیا وہ وہاں سے یوپی کے ایک قصبہ میں بطور مبلغ مقرر کیا گیا وہاں ایک جھیل تھی جس میں ایک بچہ ڈوب رہا تھا اس کو بچاتے ہوئے خود پانی میں ڈوب کر شہید ہو گے۔ انا للہ وانا الیہ رجعون۔ آپ نے اس صدمہ کو بڑے صبر سے برداشت کیا اور ہمیشہ اپنے اس بچہ پر فخر محسوس کرتے تھے جس نے دین کے راستہ میں اپنی جان دیدی۔ اب آپ کے دو لڑکے محمد عبد اللہ اور احمد بخش حسین حیات ہیں اور سلسلہ کے مخلص رکن ہیں خدا تعالیٰ انکی اولاد کو بھی سلسلہ کا خادم بنائے امین۔

ایک اور واقعہ بھی بیان کر دیتا ہوں جس میں بچوں کی تربیت کا خیال عملی طور پر ظاہر ہوتا ہے خاکسار چھوٹا تھا ایک دفعہ جمعہ کے روز مجھ سے فرمایا کہ جمعہ کا خطبہ تم دو میں نے بہت منت سماجت کی کہ میں اس قابل نہیں اور میں کس طرح بیان کرسکتا ہوں فرمانے لگے ہماری موجودگی میں کام کیا کرو تا کہ تمہاری ٹریننگ ہو سکے۔ اللہ اللہ کس قدر شوق تھا کہ ہمارے بچے صحیح رنگ میں دینی ماحول حاصل کریں اور دوسروں کے لئے ہدایت کا موجب ہوں اے میرے رحیم و کریم خدا ان بزرگوں کی قبروں پر رحمت برسا اور ہمیں ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق دے آمین۔

ادرحماں کے بعض صحابہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے نام

1) حضرت مولوی نظام الدین صاحبؓ

2) حضرت مولوی شیر علی صاحبؓ

3) حضرت حافظ مولوی عبد العلیٰ صاحبؓ

4) حضرت بیگم بی بی صاحبہؓ زوجہ حضرت مولوی شیر علی صاحبؓ

DAILY LONDON
ALFAZL
ONLINE

www.alfazlonline.org
@alfazlonline
@alfazlonline
ONLINE EDITION | Download on the App Store | ANDROID APP ON Google play

اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء
درج ذیل ذرائع میں سے کسی ایک پر بھجوائیں
+44 79 5161 4020
info@alfazlonline.org

5)حضرت بیگم صاحبہؓ زوجہ حضرت حافظ مولوی عبدالعلیٰ صاحبؓ بنت دائم رانجھا۔ لورانوالی

6)حضرت حافظہ گوہر بی بی صاحبہؓ زوجہ حضرت مولوی نظام دین صاحبؓ

7)حضرت میاں محمد دین صاحبؓ ولد مکرم میاں عیسیٰ صاحب

8)حضرت میاں احمد دین صاحبؓ ولد مکرم عطر دین صاحب

9)حضرت میاں احمد دین صاحبؓ پڑھیار ولد محمد

10)حضرت عصمت بی بی صاحبہؓ زوجہ چوہدری محمد بخش پڑھیار

11)حضرت میاں حسن محمد صاحبؓ ولد مکرم احمد یار صاحب

12)حضرت شادی خان صاحبؓ

13)حضرت محکم دین صاحبؓ

14)حضرت حافظ دل احمد بی۔ اے ادراما(الحکم نمبر 46 جلد 3، 24 دسمبر 1899ء)

15)حضرت نذر محمد صاحبؓ محرر ادرحمہ شاہ پور (بعد میں ڈیرہ غازی خان چلے گئے) (الحکم نمبر 18جلد 5، 17مئی 1901ء)

16)حضرت میاں محمد دین صاحبؓ ادرحمہ شاہ پور (الحکم نمبر 31جلد 6، 31اگست 1902ء)

17)حضرت میاں خدا بخش صاحب ولد اللہ دتہ صاحب ساکن ادرحمہ ڈاک خانہ بھابڑہ ضلع شاہ پور (البدر نمبر 26جلد 2، 9اگست 1906ء)

18)حضرت پسران ولی صاحبؓ ادرحمہ شاہ پور (البدر نمبر 20جلد 6، 16مئی 1907ء)

19)حضرت روشن صاحبؓ ادرحمہ شاہ پور (البدر نمبر 20جلد 6، 16مئی 1907ء)

20)حضرت محمد صاحبؓ ادرحمہ شاہ پور (البدر نمبر 20جلد 6، 16مئی 1907ء)

21)حضرت علی محمد صاحبؓ ادرحمہ شاہ پور (البدر نمبر 20جلد 6، 16مئی 1907ء)

22)حضرت اللہ دتہ صاحبؓ ادرحمہ بھیرہ (البدر نمبر 21جلد 6، 23 مئی 1907ء)

23)حضرت میاں علی محمد صاحبؓ ادرحمہ شاہ پور (البدر 26 ستمبر 1907ء)

24)حضرت میاں بدرالدین صاحبؓ ادرحمہ شاہ پور (البدر 26 ستمبر 1907ء)

25)حضرت میاں غلام محمد صاحبؓ ادرحمہ شاہ پور (البدر 26 ستمبر 1907ء)

☆...☆...☆

حضرت صاحبزادہ عبداللطیف صاحب شہید رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت صاحبزادہ عبداللطیف صاحب شہید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کا واقعہ دیکھیں تو حضرت مسیح موعودؑ نے ان کی شہادت کے متعلق تحریر فرمایا کہ جب مقتل پر پہنچے تو شاہزادہ مرحوم کو کمر تک زمین میں گاڑ دیا اور پھر اُس حالت میں جب کہ وہ کمر تک زمین میں گاڑ دیئے گئے تھے امیر اُن کے پاس گیا اور کہا کہ اگر تو قادیانی سے جو مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کرتا ہے انکار کرے تو اب بھی میں تجھے بچا لیتا ہوں۔ اب تیرا آخری وقت ہے اور یہ آخری موقعہ ہے جو تجھے دیا جاتا ہے اور اپنی جان اور اپنے عیال پر رحم کر۔ تب شہید مرحوم نے جواب دیا کہ نعوذ باللہ سچائی سے کیونکر انکار ہوسکتا ہے اور جان کی کیا حقیقت ہے اور عیال و اطفال کیا چیز ہیں جن کے لئے میں ایمان کو چھوڑ دوں۔ مجھ سے ایسا ہرگز نہیں ہوگا اور میں حق کے لئے مروں گا۔

دے چکے دل اب تن خاکی رہا
ہے یہی خواہش کہ ہو وہ بھی فدا

’’تب قاضیوں اور فقیہوں نے شور مچایا کہ کافر ہے۔ کافر ہے۔ اس کو جلد سنگسار کرو۔ اُس وقت امیر اور اس کا بھائی نصراللہ خاں اور قاضی اور عبدالاحد کمیدان یہ لوگ سوار تھے اور باقی تمام لوگ پیادہ تھے۔

جب ایسی نازک حالت میں شہید مرحوم نے بار بار کہہ دیا کہ میں ایمان کو جان پر مقدم رکھتا ہوں۔ تب امیر نے اپنے قاضی کو حکم دیا کہ پہلا پتھر تم چلاؤ کہ تم نے کفر کا فتویٰ لگایا ہے۔ قاضی نے کہا کہ آپ بادشاہ وقت ہیں آپ چلاویں۔ تب امیر نے جواب دیا کہ شریعت کے تم ہی بادشاہ ہو اور تمہارا ہی فتویٰ ہے۔ اس میں میرا کوئی دخل نہیں۔ تب قاضی نے گھوڑے سے اُتر کر ایک پتھر چلایا۔ جس پتھر سے شہید مرحوم کو زخم کاری لگا اور گردن جھک گئی پھر بعد اس کے بدقسمت امیر نے اپنے ہاتھ سے پتھر چلایا۔ پھر کیا تھا اس کی پیروی سے ہزاروں پتھر اس شہید پر پڑنے لگے اور کوئی حاضرین میں سے ایسا نہ تھا جس نے اس شہید مرحوم کی طرف پتھر نہ پھینکا ہو۔ یہاں تک کہ کثرت پتھروں سے شہید مرحوم کے سر پر ایک کوٹھہ پتھروں کا جمع ہوگیا...... بیان کیا گیا ہے کہ یہ ظلم یعنی سنگسار کرنا 14جولائی 1903ء کو وقوع میں آیا‘‘۔

(تذکرۃ الشہادتین روحانی خزائن جلد نمبر 20: صفحہ: 54تا 59)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس واقعہ کا فارسی نظم میں ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

آں جواں مرد و حبیبِ کردگار
جوہر خود کرد آخر آشکار
بیں کہ ایں عبداللطیف پاک مرد
چوں پئے حق خویشتن برباد کرد
جاں بصدق آں دلستاں را دادہ است
تا کنوں در سنگہا افتادہ است
ایں بود رسم و رہِ صدق و وفا
ایں بود مردان حق را انتہا

یعنی وہ جواں مرد اور رب کریم کا محبوب تھا۔ اس نے اپنے پوشیدہ خداداد جوہر کو خوب ظاہر کر دیا۔ دیکھو دیکھو اس پاک وجود عبداللطیف نے اپنے مولا اور حق و صداقت کی خاطر قربانی دے دی اور اُس وجود نے صدق اور سچائی کے ساتھ اپنی جان جانِ آفریں کے سپرد کر دی تبھی تو اس نے اپنے آپ کو اس طرح پر سنگساری کے پتھروں کے سپرد کر دیا۔ یہی صدق و وفا کے راستہ کی رسم ہے اور مردان حق کا انتہائی مقام یہی ہوتا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے آپ کے متعلق فرمایا:۔

’’اے عبداللطیف تیرے پر ہزاروں رحمتیں کہ تو نے میری زندگی میں ہی اپنے صدق کا نمونہ دکھایا‘‘۔

طلوع وغروب آفتاب

04جولائی 2020ء	طلوع فجر	غروب آفتاب
مکہ مکرمہ	04:16	19:07
مدینہ منورہ	04:07	19:15
قادیان	03:49	19:38
ربوہ	03:29	19:18
اسلام آباد ٹلفورڈ	03:25	21:20